السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

زید نے اللہ کے لیے نذر مانی تھی کہ میرا یہ کام ہوگیا توراہ اللہ دو دیگ چاول پکوا کراپنے گاؤں میں تقسیم کروں گا اس کا کام ہوگیا اور وہ نذر پوری کرنا چاہتا ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ میرا علاقہ چولستانی ہے سلفی یا اچھے عقیدے والے لوگ یہاں عنقا ہیں بدعتیوں کو وہ کھانا نہیں کھلانا چاہتا اس کے قریب کوئی مدرسہ بھی اہل توحید کا نہیں اگر وہ یہ کھانا اپنے علاقہ کے علاوہ کسی اور جگہ خیرات کرے کسی مدرسہ میں تو اس کی نذر صحیح ہوگی ؟ زردہ کی جگہ پلاؤ پکا سکتا ہے ؟ یا پھر ایک علاقہ جہاں پر صرف 5 اہل حدیث ہیں۔جماعت کے پاس وسائل بالکل نہیں اس علاقہ میں درس کا کمرہ ہے جس کی وائرنگ ہونی باقی ہے اگر کوئی شخص مذکور نذر کی رقم سے درس کے کمرہ کی وائرنگ کروا دے اس کی نذر ادا ہو جائے گی ؟ یا نہیں ؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

صورت مسئولہ میں مال منذور مدرسہ کے کمرہ کی وائرنگ وغیرہ پر صرف کر دینا چاہیے۔بجائے اس کے اہل بدعت اور بد عقیدہ لوگوں کے پیٹ بھر کر اپنے لیے دوزخ کا گھر بنایا جائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :

(لا تصاحب الا مومنا ولا یا کل طعامک الا تقی » صححہ الحاکم ووافقہ الذہبی وحسنہ البانی صحیح ابی داؤد کتاب الادب باب من یومران یجالس (٤٨٣٢) الترمذي (٢٥١٩) الحاکم (٤/١٢٨) المشکوۃ (5018»

یعنی "رفاقت صرف مومن کی اختیار کرا اور تیرا کھانا صرف متقی پرہیز گار کھائے ۔ نذر پوری کرنے کے لیے بہتر مصرف کی تلاش اور اختیار ایک مستحسن اور قابل تعریف فعل ہے چنانچہ ایک روایت میں ہے ۔

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ان رجلا جاء یوم الفتح فقال : یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم انی نذرت للہ عزوجل ان فتح اللہ علیک مکۃ ان اصلی فی بیت المقدس رکعتین قال « صلی ہہنا » ثم اعاد علیہ فقال « صلی ہہنا » ثم اعاد علیہ" فقال : « شانک ازا » صححہ البانی صحیح ابی داؤد کتاب لاایمان باب من نذران یصلی فی بیت المقدس (3305) السنن الکبریٰ (10/82) للبیہقی الارواء (٢٥٩٧) وقال : صححہ ابن دقیق العید کما فی التلخیص

(رواہ ابوداؤد باب من نذران یصلی فی بیت المقدس والدارمی والبیہقی والحاکم وصححہ ایضا الحافظ ابن دقیق العید (اور منذری نے اس پر سکوت اختیار فرمایا ہے ۔)

یعنی " حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فتح مکہ کے دن ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ۔ حاضر ہوا کہ میں نے اللہ کی راہ میں نذر مانی تھی اگر اللہ نے آپ کے ہاتھ پر مکہ فتح کر دیا تو میں بیت المقدس میں دو رکعتیں پڑھوں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : یہیں یعنی بیت اللہ میں پڑھ لو اس نے پھر بات کو دہرایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : یہاں پڑھ لو۔ اس نے پھر اسی بات کا اعادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اب تیری مرضی ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو نذر شرعاً قابل اعتبار اور صحیح ہو اس کو بھی اولی صورت میں تبدیل کرنا مستحسن اقدام ہے بنا بریں مسئولہ صورت میں جس نذر کا بیان ہے اس کا تبدیل کرنا ایک حتمی اور یقینی امر ہے مزید صاحب العون فرماتے ہیں ۔

(وفیہ دلیل علی ان من نذر بصلواۃ او صدقۃ او نحو نحوہما فی مکان لیس بافضل من مکان الناذر فانہ لایجب علیہ الوفاء بایقاع المنذور بہ فی ذلک المکان بل یکون الوفاء بالفعل فی مکان الناذر) (3-2333)

اس طرح حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے ایک عورت بیمار پڑگئی اس نے نذر مانی اگر اللہ نے شفا دی تو بیت المقدس میں جا کر نماز پڑھے گی جب اسے صحت یابی ہوئی تو بالفعل اس نے سفر کی تیاری شروع کر دی حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا مسجد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی نماز پڑھ لے کیوں کہ یہاں ایک نماز ہزار کا درجہ رکھتی ہے ۔ (صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل الصلاۃ بمسجدي مکۃ والمدینۃ (٣٣٨٣) (رواہ احمد و مسلم)

صاحب العون فرماتے ہیں ۔

(ففی حدیث میمونۃ رضی اللہ عنہا من تعلیل ما افتت بہ بیان افضلیۃ المکان الذي فیہ الناذر فی الشئی المنذور بہ وہو الصلواۃ '') (3/234)

(رقم مدرسہ پر لگانے سے ناذر (نذر ماننے والا) اس سے محفوظ و مصون ہو جاتا ہے ۔ (واللہ اعلم

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ

ج1ص572

محدث فتویٰ